نکاح کی سب سے بڑی غرض تقوی اللہ ہے

(فرمودہ ۱۵ مئی ۱۹۲۴ء)

حضرت صاجزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صاجزادی امتہ السلام صاحبہ کا نکاح مرزا رشید احمد صاحب خلف الرشید جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ ۱۵۔ مئی ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک مجمع کثیر میں مسجد اقصیٰ میں اس نکاح کا اعلان فرمایا :[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

خطبہ نکاح جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہے اسلامی اصول کے ماتحت ان فرائض کے بیان کرنے اور ان ذمہ داریوں کے اظہار کا نام ہے جو نکاح کے بعد میاں بیوی اور رشتہ داروں پر عائد ہوتی ہیں اور ان اصولوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے جن کو مدِ نظر رکھنا میاں بیوی اور دیگر رشتہ داروں کے لئے ضروری ہے خطبہ نکاح رکھا گیا ہے۔ مگر بد قسمتی سے جہاں اور کئی باتیں مسلمانوں نے اسلام کی بگاڑ دی ہیں وہاں اس کو بھی بگاڑ دیا ہے۔ آج کل خطبہ نکاح کی ایک مقررہ عبارت ہے جو پڑھ دی جاتی ہے اور مقرر الفاظ ہیں جن میں ایجاب و قبول کرایا جاتا ہے مگر یہ خطبہ نکاح نہیں کیونکہ اگر اسی کا نام خطبہ نکاح ہوتا کہ مقررہ الفاظ دہرائے جائیں تو حضرت عمرؓ یہ نہ کہتے کہ جب میں خطبہ نکاح کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو گھبرا جاتا ہوں کہ کیا بیان کروں۔ کیا حضرت عمرؓ مقررہ الفاظ کو بھی یاد سے نہ سنا سکتے تھے۔ بات یہ ہے کہ نکاح کے موقع کے لئے جو آیات رکھی گئی ہیں ان میں وہ گر ہیں جو نکاح سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا بیان کرنا

ضروری ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک شخص ان ذمہ داریوں اور فرائض کو نہیں سمجھ سکتا جو نکاح کے بعد اسلام کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں چونکہ عام طور پر لوگ ان سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں اس لئے آگاہ کیا جاتا ہے۔

نکاح کی سب سے بڑی غرض تقویٰ اللہ ہونی چاہئے۔ اسلام کا فخر اور حقیقت یہی ہے کہ تمام امور کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیر کر لاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات ہو یا بڑی سے بڑی ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اسے بھی آخر کار خدا کی طرف لے آتا ہے جیسے کھانے کے وقت حکم دیتا ہے کہ بِسْمِ اللہ پڑھو، ختم کرنے کے وقت بتاتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو، یعنی خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے شروع کرو اور یاد ہی کرتے ہوئے ختم کرو۔ اسی طرح کپڑے پہننے چلنے پھرنے کے لئے علیحدہ دعائیں ہیں حتیٰ کہ سونے کے وقت کی بھی دعا ہے اس وقت بھی یہی کہا جاتا ہے کہ خدا کو یاد کرکے سوؤ شاید رات کو جان نکل جائے۔ غرض ہر وقت ہر گھڑی اور ہر موقع پر اسلام نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی اور ہر بات میں خدا کا ذکر رکھا ہے۔ اگر کسی حالت میں تغیر ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر دن کو زوال ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر روشنی نمودار ہو تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ غرض ہر فعل میں ہم کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کو مد نظر رکھو۔

اسی طرح نکاح میں بھی نبی کریم ﷺ نے ہماری توجہ کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیرا ہے کہ نکاح میں تقویٰ اللہ مد نظر رکھو۔ نکاح میں کئی غرضیں ہوتی ہیں۔ مگر مسلم کی صرف ایک ہی غرض ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا تقویٰ حاصل ہو۔ شادیاں کافر بھی کرتے ہیں۔ مؤمن بھی کرتے ہیں۔ دونوں کی اولادیں ہوتی ہیں لیکن پھر بھی ان دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مؤمن کی زندگی صرف خدا کے لئے ہوتی ہے لیکن کافر کی اپنے نفس کے لئے۔ پھر نہ صرف نکاح کے وقت ہی تقویٰ اللہ کو مد نظر رکھنے کا حکم ہے بلکہ خاص وقت میں بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلم کو دعا مانگنی چاہئے۔ دیکھو اس وقت بھی کہا گیا ہے کہ تم اپنے جوشوں میں بھی خدا کو مت بھولو اور دعا کرلو کہ اے خدا ہم کو اور ہماری اولاد کو شیطان سے بچا۔ غرض اسلام کی غرض وحید تقویٰ اللہ ہے اور مؤمن کو نکاح میں بھی یہی غرض مد نظر ہونی چاہئے۔ دنیا میں کئی قسم کی شادیاں ہوتی ہیں۔ کوئی جمال کے لئے کرتا ہے، کوئی مال کے لئے، کوئی حسب نسب کے لئے لیکن رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ ۔[۲] اے شاگرد

یا اے مرید تجھے میں ہدایت دیتا ہوں کہ تو دین والی عورت تلاش کر۔ اسے چھوڑ کر اور خوبیوں کی طرف دھیان مت کر۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ تقویٰ کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

دنیا کی جو چیزیں لوگ طلب کرتے ہیں وہ تمام مٹ جاتی ہیں صرف ایک ہی ہے جو باقی رہتی ہے اور وہ تقویٰ اللہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی کے قصے لوگوں میں مشہور ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر وہ اپنے بھائیوں کی نظر میں خوبصورت نہ تھے۔ دنیا میں لوگ بڑے بڑے مالدار گزرے ہیں مگر اب کوئی ان کا احترام نہیں کرتا دیکھئے سکندر و نپولین کو باوجودیکہ لوگ اتنا بڑا بناتے ہیں۔ ان کے کارنامے سنتے سناتے ہیں مگر بازار میں کھڑا ہو کر کوئی شخص اعلانیہ ان کو گالیاں دے تو کوئی غصہ نہیں ہو گا۔ لیکن اگر کوئی حضرت ابو ہریرہؓ کو جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں ملتا تھا برا بھلا کہے تو مسلمان مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ وہ ایک معمولی صحابی تھے جنہیں رسول کریم ﷺ کی احادیث و روایات بیان کرنے سے یہ عزت ملی۔ اگر وہ رسول کریم ﷺ کے صحابی نہ ہوتے تو تاریخ کے لحاظ سے کوئی ان کا نام بھی یاد نہ رکھتا۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی باتیں بیان کرنے سے یہ عظمت و شان حاصل ہوئی۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کو کس وجہ سے یہ شان حاصل ہوئی ہے کہ جب کوئی برے الفاظ سے یاد کرے تو ایک مسلم کا خون جوش میں آجاتا ہے۔ شیعہ سینوں کی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں حتیٰ کہ لکھنؤ میں کثرت سے فسادات و لڑائیاں ہونے کی وجہ سے قانون بنایا گیا ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اتنی مدت گزر گئی مگر آج بھی لاکھوں انسان ہیں جو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ [۳] کہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ مدت گزر گئی مگر جب کبھی کوئی مسلم یاد کرتا ہے تو پہلے حضرت لگاتا ہے پھر دعا کرتا ہے پھر حضرت آدمؑ کے متعلق کہتے ہیں کہ چھ ہزار سال گزر گئے ہمارے آدمؑ کو تو ضرور گزرے مگر نسل انسانی کے آدم کو شاید لاکھوں یا کروڑوں گزرے ہوں ان کو جب یاد کیا جاتا ہے تو تعظیم سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کو کوئی اس طرح یاد نہیں کرتا۔ مصر و شام و ہندوستان وغیرہ ممالک میں ہزاروں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں مگر آج انہیں کوئی یاد کرنے والا نہیں۔

قادیان کو ہی دیکھ لو دنیا منتظر تھی کہ مہدی موعود عرب میں ہو گا اور سادات کے گھرانے سے ہو گا مگر ہندوستان کے کونے میں ایک بستی کو یہ شرف حاصل ہوا دیکھ لو اس مجلس میں آج

بڑے بڑے اعلیٰ خاندان کے سید بیٹھے ہیں جن کی غلامی کا دوسرے لوگ فخر کرتے تھے مگر وہ اپنے لئے مسیح موعود کی غلامی کا فخر کر رہے ہیں وہ لوگ جو بڑے بڑے رئیس تھے کسی کی طاقت نہ تھی کہ ان کے برابر بیٹھ سکے۔ اس سلسلہ میں داخل ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھنے والے شخص کی غلامی کا اقرار کر رہے ہیں۔ یہ صرف خدا تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے ہے۔ اگر تقویٰ اللہ سے تعلق نہ ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ وہ کون سی خصوصیت تھی دنیا کی کہ جس سے ہم دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کو جھکا سکتے تھے۔ ایک ہندو نے سنایا جو قادیان کا تھا کہ مرزا صاحب بہت بزرگ تھے۔ ان کی بزرگی میں کیا شک ہے۔ ہم لوگ جب باہر جائیں اور لوگوں کو پتہ لگے کہ قادیان کے ہیں تو وہ اپنے گھر لے جاتے ہیں اور بڑی خاطر اور بڑا ادب کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم قادیان کے رہنے والے ہیں تو نہ صرف حضرت صاحب کو بلکہ گاؤں کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ بیرونی لوگ اس میں رہنے والے غیر مذاہب کے لوگوں کا ادب کرتے ہیں۔ یہ محض تقویٰ ہے اور تعلق باللہ کا نتیجہ ہے کہ جس کے بعد کوئی رسوائی نہیں رہ جاتی اسی تقویٰ اللہ کو اسلام نے نکاح میں مد نظر رکھوایا ہے۔

میرا دل کانپ جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ قریب قریب کے زمانے میں دو شادیاں ہوئیں۔ ایک عبداللہ کی شادی ہوئی اور ایک ابو جہل کے باپ کی۔ زیادہ خوشیاں ابو جہل کے باپ کی شادی پر کی گئی ہوں گی۔ مگر اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ ایک شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا پیدا ہو گا جو نہایت اعلیٰ درجہ کا انسان ہو گا اور تمدن کیا دنیاوی علوم کو بھی بدل دے گا دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔ اور دوسری شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا پیدا ہو گا جو ہمیشہ لعنت کا مورد ہو گا اور ظلمت کے فرزندوں میں سب سے بڑھ کر ظلمت کا حصہ لے گا۔ اگر ابو جہل کے باپ کو یہ معلوم ہوتا کہ اس کی شادی کے نتیجہ میں ایسا لڑکا پیدا ہو گا تو میں خیال کرتا ہوں وہ ساری عمر کنوارا رہنا پسند کرتا اور کبھی شادی نہ کرتا۔ اس کے مقابلہ میں اگر دنیا کے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ عبداللہ کی شادی سے ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہو گا تو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اپنی لڑکیاں پیش کرتے مگر شادی کے وقت کس کو علم ہوتا ہے کہ کیا نتیجہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی کا اثر چند دن تک ہی نہیں ہوتا بلکہ سینکڑوں ہزاروں سال تک چلتا ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے خیالات ہزاروں سال تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ امریکہ میں حال ہی میں ثابت ہوا ہے کہ امریکہ کے جتنے بڑے بڑے بادشاہ تھے وہ سب ایک

خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور تمام ظالم و سفاک لوگ ایک خاندان سے تھے۔ اس قدر تحقیقات ہوئی ہیں کہ دو شخص انگلستان سے ہجرت کرکے امریکہ گئے۔ وہاں ایک کی اولاد سے اس وقت تیرہ سو کے قریب افراد موجود ہیں اور دوسرے کی اولاد سے بارہ سو موجود ہیں۔ پہلے شخص کی اولاد سے اس وقت ۱۱۹۵ آدمی ایسے ہیں جو گریجویٹ ہیں اور مختلف عہدوں پر ممتاز ہیں ان میں سے کئی تو کالجوں کے پرنسپل ہیں۔ کئی بڑے بڑے بنکوں کے افسر ہیں۔ کئی وزراء ہیں اور صرف ۱۰۰ ایسے آدمی ہیں جو معمولی درجہ کے ہیں۔ مگر دوسرا خاندان جس میں دماغی نقص تھا سوائے دس آدمیوں کے باقی سب ایسے ہیں جو یا تو جیل خانوں میں قید ہیں یا پُر پوئر ہوسز(Poor Houses) میں داخل ہیں۔ کئی چور ہیں، کئی ٹھگ ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کا پتہ لگا ہے کہ اس کے خاندان میں ۴۰۰ یا ۵۰۰ کے قریب افراد ہوئے وہ تمام مجرم پیشہ ہیں۔ اب ان کی وجہ سے سوال پیدا ہوا ہے کہ آئندہ انہیں شادی نہ کرنے دی جائے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک شادی کا اثر کہاں تک پہنچتا ہے۔ پس ہر مؤمن کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور میں تقویٰ اللہ کا بہت زیادہ خیال رکھے۔ یہ پہلا سبق ہے جو اسلام نے نکاح کے متعلق سکھایا ہے۔

انسان کے چونکہ نکاح کے بعد بنی نوع انسان سے تعلقات وسیع ہوتے ہیں اس لئے دوسرا سبق نکاح سے یہ ملتا ہے کہ انسان رشتوں کے اعزاز کو مدنظر رکھے اور کوشش کرے کہ تعلقات بڑھیں گھٹیں نہ۔ باہمی تعلقات کی وجہ سے بھی انسان کی عزت و عظمت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ ہم عزیز ہیں اس لئے کہ ہمارے اردگرد کے لوگ بھی عزت والے ہیں۔ مگر (اے مخاطب) تم ذلیل ہو کیونکہ تمہارے اردگرد کے لوگ ذلیل ہیں۔ پس جس کی رشتہ داریوں کی وجہ سے ذلت ہو وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ مؤمن کو رحموں کے تعلقات کے اعزاز کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اور ان سے کوشش کرنی چاہئے کہ باہمی تعلقات زیادہ خوشگوار ہوں لیکن ہندوستان میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ لڑکی والے کوشش کرتے ہیں کہ لڑکے کو ماں باپ سے علیحدہ کرا دیں اس کے لئے بہت جھگڑے ہوتے ہیں۔ میرے پاس بھی کئی جھگڑے آتے ہیں حالانکہ ماں باپ نے جو سلوک کیا ہوتا ہے وہ معمولی نہیں ہوتا۔ بچہ کے لئے ماں باپ جو قربانیاں کرتے ہیں ان کا بدلہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس دوسرا سبق مؤمن کو نکاح میں اسلام یہ دیتا ہے کہ وہ تعلقات کے اعزاز کو مدنظر رکھے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کو

تکلیف نہ دیں اور لڑکے والے لڑکی والوں کو تکلیف نہ دیں۔ بلکہ وہ دونوں ایسے رہیں کہ باہمی محبت میں ترقی ہو۔ جس عزیز کا آج نکاح ہے وہ اس گھر میں سے ہے جو ہمیشہ نصائح سنتے رہتے ہیں اس لئے امید ہے کہ وہ ان نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔

عزیزم رشید احمد کا نکاح عزیز میاں بشیر احمد صاحب کی لڑکی سے قرار پایا ہے جس کے لحاظ سے دونوں ایک ہی سلسلے میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ چونکہ عزیزم رشید احمد ہمیشہ ہم میں ہی رہے ہیں اور دینی تکمیل کی اور احمدی ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ نکاح کے فرائض کو پورا کریں گے۔ عزیزم میاں بشیر احمد صاحب نے میرے ہی سپرد یہ معاملہ کیا ہے۔ انہوں نے پہلے سے میری رائے پر یہ کام چھوڑا ہوا تھا اور میں نے ہی یہ رشتہ پسند کیا ہے اس کے مطابق ان کی طرف سے اب بھی میں ہی بولوں گا اور قبول کروں گا۔

ہمارے مدنظر صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اور ہمارے داماد اپنی زندگیوں کو محض خدا کے لئے وقف کریں۔ لوگ دنیا میں مختلف چیزیں مدنظر رکھتے ہیں مگر ایک مسلم کے لئے صرف بذات الدین ہی ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ عزیز رشید احمد ہماری حسن ظنی کو پورا کریں گے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت ایسی رو چلی ہوئی ہے کہ ہر شخص دنیوی ترقی چاہتا ہے میں اس کا مخالف نہیں ہوں مگر ہم کہتے ہیں دنیوی ترقی بھی دین کے ماتحت ہو اور اس میں بھی ہماری غرض دین ہی ہو۔ عزیزہ امتہ السلام میرے بھائی کی لڑکی ہے مگر میں اپنی لڑکی کے متعلق بھی یہی پسند کروں گا کہ اگر دنیا میں کوئی دیندار نہ رہے اور ایک چوہڑا مسلمان ہو کر خدا کا محبوب ہو تو میں اس کو سو میں سے سو درجے پسند کروں گا اور مطلقاً پرواہ نہ کروں گا کہ میں بڑے خاندان سے ہوں اور علم والے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اور وہ ادنیٰ قوم سے ہے۔ میں صرف خدا کی یاد کی خوبی کو سب سے بڑی خوبی جانوں گا۔

بعض لوگ قوموں کی تفریق مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ راجپوتوں میں سے چھت وغیرہ کا لحاظ اٹھا دینا چاہئے۔ لیکن جب ان کی حالت پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ادنیٰ قوم سے ہوتے ہیں اور قومیت کو مٹانے کی کوشش سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کی لڑکیاں بڑے بڑے گھرانوں میں جائیں۔ میرے پاس کئی ایسے لوگوں نے آکر کہا کہ اس تفریق کو مٹا دیا جائے۔ میں نے کہا جب تک تم خود صحیح کوشش نہ کرو گے اور اپنی لڑکیاں محض دینداری کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو نہ دو گے تب تک تم

کامیاب نہ ہو گے۔ ہمارا خاندان ایسا ہے جو عزت والا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب ہم ایک آدم کی اولاد ہیں تو سوائے دینی حالت میں گرا ہونے کے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کو ادنیٰ قرار دے۔

پس ہم امید کرتے ہیں کہ عزیز رشید احمد اپنی زندگی محض دین کے لئے وقف کریں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ ایک ایسے انسان کے پوتے ہیں جو دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر کرنے آیا تھا وہ تغیر شروع ہو چکا ہے اور ایک دن ہو کر رہے گا۔ بڑے بڑے بادشاہ بڑی بڑی قومیں اور بڑی بڑی حکومتیں اس کے آگے روک نہیں ہو سکتیں۔ علماء امراء اس تغیر کو روک نہیں سکتے وہ تغیر ہو گا اور ضرور ہو کر رہے گا۔ مگر کیا ہی بد قسمتی ہو گی اگر غیر آکر اس میں مد ہوں اور اس کام میں حصہ لیں مگر ہم محروم رہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص چشمے کے کنارے بیٹھا ہوا ہو دوسرے لوگ تو اس سے مٹکے اور مشکیں بھر کر لے جائیں اور سیراب ہوں۔ وہاں سے نالیاں نکال کر لے جائیں اور اپنے کھیتوں کو سیراب کر لیں مگر وہ شخص اپنے حلق کو بھی تر نہ کرے۔ عزیز رشید احمد کو سمجھنا چاہئے کہ ان کے فرائض بہت ہیں ان کو زید و بکر کا نمونہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے گھر میں نمونہ موجود ہے وہ یاد رکھیں کہ وہ مسیح موعودؑ کی اولاد سے ہیں اور مسیح موعودؑ کا عظیم الشان اسوہ حسنہ ان کے لئے موجود ہے اس لئے نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ان کے دادا ہیں بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔

میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا۔ بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا اور میں نے سمجھا کہ اب کام بڑھ گیا ہے میری عمر اس وقت انیس برس کی تھی۔ میں نے اس وقت آپ کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر عہد کیا تھا کہ اے خدا میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا بھی مرتد ہو جائے تو بھی میں آپ کی تحریک کو جاری رکھوں گا۔ یہ میرے اس وقت کے جذبات تھے جب میں نے آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا تھا۔ میں نے یہ عہد آج تک بھلایا نہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے بھولنے نہیں دے گا اور عملاً اس کے لئے جو توفیق دے گا وہ

اس کا احسان ہو گا۔

حضرت صاحب کوئی نیا دین نہ لائے تھے اور نہ کوئی جدید مذہب لے کر آئے تھے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج کل کے لوگ اسلام جیسے مذہب کو ایسی بھدی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ کوئی عقلمند انسان اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی تفسیر و تشریح کو دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ نیا دین، نئی شریعت اور نیا قرآن لائے تھے۔ اگر حقیقت کو مد نظر رکھا جائے تو حضرت صاحب کوئی نئی چیز لے کر نہیں آئے تھے۔ آپ نے وہی کچھ پیش کیا جو رسول کریم ﷺ نے دنیا کو دکھایا۔ پس جس کام کے لئے وہ تشریف لائے تھے اس کی اشاعت کرنا ہمارا فرض ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ عزیز رشید احمد بھی اپنی زندگی اسی کام کے لئے صرف کریں گے۔ جب تک ہم اپنی عمروں کو خرچ نہ کریں گے ہم غالب نہ آئیں گے۔ اس وقت دنیا میں کسی قوم کے مخالف اتنے نہیں جتنے ہمارے مخالف ہیں۔ ہم زبان کی طرح دانتوں کے درمیان ہیں۔ پھر زبان تو بتیس دانتوں کے درمیان ہوتی ہے مگر ہم سینکڑوں دانتوں کے درمیان ہیں اسی لئے حضرت صاحب نے فرمایا :

کربلائیست سیر ہر آنم　　　صد حسین است در گریبانم

جب تک ہر فرد ہم میں اس کربلا میں ساری عمر کی بھوک پیاس برداشت نہ کرے گا تب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور یہی ہمارا مقصد وحید ہونا چاہئے۔ بے شک دنیا کے کام کرو مگر تمام کاموں میں ایک ہی کام مد نظر ہو اور وہ یہ کہ ہم نے دین اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ [4] اے رسول جس مقابلہ کے لئے نکلو خواہ وہ بدر کا ہو یا احد کا یا خیبر کا کوئی مقابلہ ہو تو ہر مقابلہ میں مسجد حرام کی فتح کا خیال رکھو کہ وہ فتح ہو جائے۔ اسی طرح ہم کوئی کام کریں ہمارا مقصد وحید یہی ہونا چاہئے کہ ہم نے اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے، ہماری اولاد، ہماری بیویاں، ہمارے بچے، ہمارا مال، ہماری آبروئیں تمام قربان ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس وقت عزیز رشید احمد کے نکاح کا اعلان کرتا ہوں جو کہ پانچ ہزار روپیہ مہر پر عزیزہ امتہ السلام سے جو کہ عزیزم میاں بشیر احمد صاحب کی بڑی لڑکی ہے قرار پایا ہے لڑکی کی طرف سے میں منظور کرتا ہوں۔

ایجاب و قبول کے بعد فرمایا۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے پھر ان کے خاندان میں اب ایک ہی وجود ایسا ہے جس نے ابھی تک اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ لوگ سوتیلے بھائیوں میں فرق کرتے ہیں مگر میں تو کوئی فرق نہیں سمجھتا۔

ایک انگریز نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا مرزا سلطان احمد[۵] صاحب ہمارے تمہارے حقیقی بھائی ہیں؟ چونکہ میں ان کو حقیقی ہی سمجھتا ہوں میں نے کہہ دیا کہ ہاں وہ حقیقی بھائی ہیں۔ بعد میں مجھے خیال آیا وہ میری اصطلاح نہیں جانتا ہوگا کہیں مجھے جھوٹا ہی خیال نہ کرے۔ غرض جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میں برابر ان کے لئے دعا کرتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ میں سنتا رہتا ہوں وہ احمدیت کو ہدایت کی راہ ہی خیال کرتے ہیں مگر کوئی روک ہے جس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس روک کو ہٹا دے۔ آمین۔

(الفضل ۶۔ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۶ تا ۹)

[۱] الحکم جلد ۲۶ نمبر ۲۱۔ مؤرخہ ۷۔ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۱

[۲] ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی من ینکح وعلی ثلٰث خصال

[۳] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد

[۴] البقرۃ : ۱۵۰

[۵] حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اکتوبر ۱۹۲۸ء میں اعلان احمدیت کیا۔ (الفضل اکتوبر ۱۹۲۸ء) اور دسمبر میں باقاعدہ بیعت کی۔ (الفضل ۱۱۔ دسمبر ۱۹۳۰ء)